

## اقلیتوں کے حقوق ☆

خالد سیف اللہ رحمانی

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى  
آله وأصحابه أجمعين ، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين .

حضرات! آج ہم ایک ایسے موضوع پر اکٹھا ہوئے ہیں، جو نہایت اہمیت کا حامل ہے؛ کیوں کہ آج پوری دنیا میں جمہوریت اور سیکولرزم کو سب سے بہتر اور معیاری نظام حکومت تصور کیا جاتا ہے اور یہ اس پہلو سے واقعی اہم ہے کہ اس نظام میں ایک شخص یا ایک خاندان کے بجائے عوام کی رائے کو اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ان کو اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چونکہ جمہوری نظام میں اکثریت کی رائے پر فیصلہ ہوتا ہے؛ اس لئے اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا مسئلہ نہایت اہمیت اختیار کر چکا ہے اور اکثر مواقع پر اقلیت کو اپنے بقا اور تشخص کے لئے جدوجہد کئے بغیر چارہ نہیں رہتا؛ اسی لئے جب سے دنیا میں جمہوری نظام کو غلبہ حاصل ہوا ہے، اقلیتوں کے حقوق کو خصوصی اہمیت حاصل ہو گئی ہے، اقلیتوں کے مسائل ہمہ جہت نوعیت کے ہیں، ان کا تعلق سیاست سے بھی ہے، معیشت سے بھی، تعلیم سے بھی اور مذہبی امور سے بھی۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے، جو عبادت کا ہوں کی چہاردیواری تک محدود نہیں؛ بلکہ وہ پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے اور ہر شعبہ میں انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے، مکہ کی سرزمین میں جب اسلام کا سورج طلوع ہوا، تو اس وقت تنہا پیغمبر اسلام ﷺ مسلمان تھے، پھر اسلام کی کرنیں پھیلتی گئیں اور اس کی خوشبو نے روشن ضمیر لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا، لوگ جس قدر اسلام کی طرف جھکتے، اتنی ہی شدت کے ساتھ عداوتیں بھی ابھرتی گئیں اور مسلمانوں کے لئے جینا دو بھر ہو گیا، یہاں تک کہ وہ ترک وطن کرنے پر مجبور ہو گئے، تیرہ سال مکہ میں آپ نے زندگی گزاری اور اس پورے عرصہ میں مسلمان ایک ایسی اقلیت کی حیثیت سے مکہ میں مقیم رہے، جو انتہائی جبر و تشدد کا شکار تھی؛ اس لئے پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ اقلیت کے درد اور ان کے مسائل سے اچھی طرح واقف تھے؛ چنانچہ آپ ﷺ نے

☆ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے ہمدرد کنونشن سنٹر دہلی میں 'اقلیتوں کے حقوق' کے موضوع پر ایک اہم پروگرام منعقد کیا تھا، یہ اس موقع پر پیش کیا گیا کلیدی خطبہ ہے۔

اپنے آخری عمومی خطبہ میں بھی حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کو اقلیت کے ساتھ حسن سلوک — جن کو اہل ذمہ کہا جاتا تھا — کی خاص طور پر تلقین فرمائی۔

اسی لئے اسلام میں اقلیتوں کو وسیع تر حقوق دیئے گئے ہیں، اسلامی مملکت میں مذہبی اقلیت کو ’اہل ذمہ‘ کہا جاتا ہے، ذمہ کے اصل معنی عہد اور امان وغیرہ کے ہیں، (۱) چونکہ اہل ذمہ کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے اور مسلمان ان سے عہد کے پابند ہیں، اس لئے ان کو ذمی یا اہل ذمہ کہا جاتا ہے، علامہ ابن اشیر رقم طراز ہیں :

وسمى أهل الذمة لدخولهم فى عهد المسلمين وأمانهم . (۲)

چوں کہ اسلام نے ذات پات، علاقہ اور زبان کی بنیاد پر کوئی تقسیم نہیں کی ہے، اس لئے لسانی اور نسلی اقلیت کا عام طور پر اسلامی قانون کے ماہرین نے ذکر نہیں کیا ہے اور چند صدی پہلے تک عالم اسلام میں اس کی وجہ سے کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا؛ کیوں کہ اسلام اسلامی وحدت اور انسانی وحدت پر بہت زور دیتا ہے؛ لیکن ہمیں شریعت میں ایسے اصول ملتے ہیں جو ایسی اقلیتوں کو بھی مساویانہ حقوق فراہم کرنے کے لئے بنیادی ہدایات کا درجہ رکھتی ہیں، قرآن مجید میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ خاندانوں اور قبیلوں کی تقسیم محض تعارف کے لئے ہے، تقاضا کے لئے نہیں، اس سے واضح ہوا کہ نسلی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جاسکتی؛ اسی لئے دربار محمدی میں ہمیں جہاں قریش کے ابو بکر و عمر اور عثمان و علی ملتے ہیں، وہیں حبش کے بلال، روم کے صہیب، فارس کے سلمان اور یمن کے ابو موسیٰ اشعریؓ بھی اسی عزت و وقار کے ساتھ موجود ہیں۔

اسی طرح اسلام کی نظر میں مقامات مقدسہ کے علاوہ تمام روئے ارض کی حیثیت برابر ہے، علاقہ کی بنیاد پر کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی، جغرافیائی تقسیم انسانوں کی خود ساختہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھینچی ہوئی سرحدیں نہیں ہیں؛ اس لئے علاقہ کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم کا کوئی تصور نہیں، یہی حال زبان کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام زبانیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں اور اللہ کی تمام مخلوقات قابل احترام ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کچھ مخصوص زبانیں ہی وقعت کی حامل ہوتیں، تو صرف ان ہی زبانوں میں آسمانی کتابیں اتاری جاتیں؛ لیکن قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں ان ہی کی زبان میں اپنا پیغام بھیجا ہے، گویا ہر زبان کو پیغام الہی کا امین بننے کا شرف حاصل ہے۔

اسلام میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ انسان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے کسی خاص زبان ہی کو استعمال کرے، یہی وجہ ہے کہ مسلمان جس علاقہ میں گئے، انھوں نے پوری فراخ دلی کے ساتھ وہاں کی زبان اختیار کر لی، اگر دنیا کی مختلف زبانوں میں عربی الفاظ کی موجودگی کا تجزیہ کیا جائے تو بہتر طور پر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے؛

اسی لئے ہمیں اسلامی فقہ میں مذہبی اقلیتوں کا ذکر تو ملتا ہے اور بعض احکام میں مسلمانوں کے اور ان کے درمیان فرق کی نشاندہی ملتی ہے؛ لیکن نسلی، لسانی اور علاقائی اقلیتوں کے جداگانہ احکام نہیں ملتے ہیں؛ کیوں کہ شریعت اسلامی میں اسلامی وحدت اور اسلامی اخوت کے جو آفاقی تصورات ہیں، ان کی روشنی میں جغرافیائی، لسانی اور نسلی بنیاد پر حقوق و اختیارات کے اعتبار سے اکثریت اور اقلیت کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔

حضرات! موضوع کی مناسبت سے یہ بات مناسب محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت مسلم ملک میں غیر مسلم اقلیت کے حقوق کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے، اسلام کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے، توحید کے معنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات، اختیارات اور بعض حقوق، عبادت و بندگی کے استحقاق میں یکتا ماننے کا نام ہے، اس بنیادی تصور سے جہاں خدا کی عظمت دل میں گھر کرتی ہے، وہیں اس سے خود انسان کا مقام و مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے اور اس نسبت سے تین باتیں بہت اہم ہیں، اول یہ کہ جب خدا ہی تنہا معبود ہے اور تمام انسان اس کے بندے ہیں، تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ بحیثیت انسان تمام انسان برابر ہیں، قرآن مجید نے اس کو صاف لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسان کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے ”خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ“ (النساء: ۱) یہ وحدت انسانیت کا واضح اعلان ہے، تصور توحید سے جو دوسرا تصور ابھرتا ہے، وہ یہ ہے کہ بحیثیت عبد و معبود، خدا اور انسان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے، ایسا نہیں کہ کسی خاص انسان یا مخصوص انسانی گروہ کے بغیر انسان خدا کی خوشنودی کو نہیں پاسکتا؛ بلکہ ہر شخص خدا سے براہ راست مانگ سکتا ہے، اس کے سامنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے اور اس کی بندگی کر سکتا ہے، اس لئے کہ وہی قادر مطلق ہے اور باقی سب عاجز ہیں، قرآن مجید کی پہلی سورت، سورہ فاتحہ میں ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ (الفاتحہ: ۴) کے فقرہ میں بندہ کی زبان سے یہ بات کہلائی گئی ہے کہ: خداوند! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد کے خواستگار ہیں، یہ اس بات کا صریح و بے غبار اعلان ہے کہ بندہ براہ راست اپنے رب سے مربوط ہے۔

ان دو تصورات کے ساتھ جو تیسرا تصور سامنے آتا ہے، وہ ہے انسانی کرامت و شرافت کا؛ کہ چوں کہ بحیثیت انسان سارے لوگ برابر ہیں اور کائنات انسان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے؛ اس لئے وہ اس کائنات کی سب سے زیادہ معزز اور قابل احترام مخلوق ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا. (بنی اسرائیل: ۷۰)

ہم نے بنی آدم کو عزت عطا کی، انھیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا، ان کو پاک رزق عطا کی اور ہم نے اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی مخلوقات پر ان کو فضیلت دی۔

یہ انسان کے بارے میں اسلام کے بنیادی تصورات ہیں، جو بحیثیت انسان ہر ابن آدم سے متعلق ہیں، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، پس اسلام کی نگاہ میں غیر مسلم بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں اور بحیثیت انسان قابل احترام ہیں، اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے حقوق انھیں تصورات پر مقرر کئے گئے ہیں، جن کے بنیادی نکات اس طرح ہیں :

۱- غیر مسلموں کی جان کی اسی طرح حفاظت کی جائے گی، جیسے مسلمان کی؛ کیوں کہ قرآن مجید نے کسی بھی انسان کے قتل ناحق کو منع فرمایا ہے: ”وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ“ (بنی اسرائیل: ۳۳) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاهد کو قتل کر دیا، وہ جنت کی بو سے بھی محروم رہے گا ”من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة“ (۱) غرض کہ ایک غیر مسلم شہری کی جان کی وہی اہمیت ہے، جو ملک کے مسلمان شہری کی ہے؛ چنانچہ :

(الف) اگر مسلمان کسی غیر مسلم کو ظلماً قتل کر دے تو وہ مسلمان قصاص کے طور پر قتل کیا جائے گا، اس لئے کہ قرآن مجید نے قصاص کا یہی اصول بتایا ہے کہ نفس انسانی کے بدلہ قاتل قتل کیا جائے گا ”النَّفْسُ بِالنَّفْسِ“ (المائدہ: ۴۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مسلمان کو غیر مسلم معاهد کے بدلہ قتل کیا اور فرمایا: ”أنا أكرم من وفى بدمته“ (۲) اسی پر صحابہ کا عمل رہا ہے، اہل حیرہ میں سے ایک عیسائی یا یہودی کو کسی مسلمان نے قتل کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمان سے اس کا قصاص لیا، (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ذمی کو قتل کرنے کے جرم میں مسلمان قاتل کے قتل کئے جانے کا فیصلہ کیا؛ لیکن ذمی کے ورثہ نے خود ہی قصاص معاف کر دیا، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اصولی بات کہی کہ ذمیوں کا خون اور خون بہا مسلمانوں کے برابر ہے ”من كان له ذمتنا فدمه كدمنا ودينه كديننا“ (۴) صحابہ کے بعد بھی اسی پر عمل رہا، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں بھی اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا، انھوں نے بھی اپنے گورنر کو مسلمان قاتل پر قصاص جاری کرنے کا حکم دیا۔ (۵)

(ب) اسی طرح غیر مسلم کی دیت وہی ہے جو مسلمان کی ہے، اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۳۱۶۶۔

(۲) سنن بیہقی: ۴۰/۱۲، حدیث نمبر: ۱۶۳۳۵۔

(۳) مصنف عبد الرزاق: ۱۰۲/۱۰، حدیث نمبر: ۱۸۵۱۸۔

(۴) سنن بیہقی: ۴۶/۱۲، حدیث نمبر: ۱۶۳۶۳۔

(۵) مصنف عبد الرزاق: ۱۰۲/۱۰، حدیث نمبر: ۱۸۵۱۸۔

اوپر گزر چکی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذمی کی دیت مسلمان ہی کی طرح ادا فرمائی، (۱) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے، جس کے الفاظ ہیں: ”جعل دية المعاهد كدية المسلم“ (۲) امام ابوحنیفہؒ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جو دیت مسلمان کی ہے، وہی معاہد کی ہے، (۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ عہد نبوی ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد تک مسلمان، یہودی اور عیسائی کی دیت برابر سمجھی جاتی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذمی کی دیت نصف کر دی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پھر دونوں کی دیت برابر کر دی، (۴) اور ربیعہ بن عبد الرحمن نے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد میں بھی ذمی کی دیت وہی تھی، جو مسلمانوں کی ہے، (۵) چنانچہ فقہاء احناف کے نزدیک ذمی کی وہی دیت ہوتی ہے، جو مسلمان کی، (۶) اور یہی نقطہ نظر مشہور فقیہ اور محدث سفیان ثوریؒ اور بعض دوسرے اہل علم کا بھی ہے۔ (۷)

۲- غیر مسلم شہریوں کے مال اسی طرح قابل احترام ہیں اور ان کو تحفظ حاصل ہے، جیسے مسلمانوں کے مال، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جبری طور پر کسی کا بھی مال لینے سے منع کیا ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی تفریق نہیں ”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ“ (البقرة: ۱۸۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اصولی بات فرمائی ہے کہ اہل ذمہ کے مال بھی مسلمانوں کے ہی مال کی طرح ہیں ”دمائهم كدمائنا وأموالهم كأموالنا“ (۸) چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب غیر مسلموں سے معاہدہ کرتے تو جان و مال دونوں کے لئے امان منظور فرماتے۔ (۹)

مال کے تحفظ میں بنیادی طور پر یہ امور شامل ہیں :

(الف) مالک ہونے کا حق، غیر مسلموں پر جو ٹیکس عائد کیا جاتا ہے، وہ خود ان کی املاک پر ان کے حق کو تسلیم کرنے کی دلیل ہے۔  
(ب) اپنے مال میں تصرف کا حق۔

(۱) دارقطنی، کتاب الحدود: ۳۲۳، نیز دیکھئے: نصب الرایة: ۳۶۶/۴۔

(۲) دارقطنی، کتاب الحدود: ۲۴۹۔ (۳) کتاب الآثار للإمام محمد، حدیث نمبر: ۵۸۷۔

(۴) نصب الرایة: ۳۶۶/۴۔ (۵) مراسیل أبي داود: ۱۳، باب دية الذمی۔

(۶) دیکھئے: ہدایہ: ۵۸۵/۲، کتاب الدیات، ط: دیوبند، البحر الرائق: ۹/۷۹۔

(۷) ترمذی: ۲۶۱/۱، باب ماجاء لا یقتل مسلم بکافر۔

(۸) دیکھئے: نصب الرایة: ۳۶۶/۴۔

(۹) أبو داود، حدیث نمبر: ۳۰۲۷۔

(ج) غیر مسلموں کے مال کی چوری پر وہی سزا دی جائے گی، جو مسلمان کا مال چوری کرنے پر دی جاتی ہے، اگرچہ خود چوری کرنے والا مسلمان ہو، ویقطع المسلم بسرقۃ مال المسلم والذمی“ (۱) اختیار کرنے کا حق حاصل ہے، یہ حق مسلمانوں کی طرح غیر مسلم شہریوں کو بھی حاصل ہوگا، زراعت، تجارت، صنعت اور مختلف طرح کے کاروبار غیر مسلموں کا کرنا خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے عہد میں ثابت ہے؛ البتہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، اگر وہ کوئی ایسا پیشہ اختیار کرے، جس کی اہلیت اس میں نہیں ہے اور اس کی نااہلی سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو اس کو اس پیشہ کے اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی؛ چنانچہ جو شخص فن طب سے واقفیت کے بغیر علاج و معالجہ کرے تو آپ نے اس کو مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن قرار دیا؛ چنانچہ ارشاد ہے: ”من تطب ولم یعلم منه قبل ذلك الطب فهو ضامن“۔ (۲)

۳۔ غیر مسلم شہریوں کی عزت و آبرو کا اسی طرح تحفظ کیا جائے گا، جس طرح مسلمانوں کی، اسی لئے قرآن نے مطلقاً نگاہ کو پست رکھنے کا حکم دیا، اس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں، (النور: ۳۱-۳۰) اسی طرح زنا کی سزا مطلق ہے، چاہے کسی مسلمان عورت سے ہو یا غیر مسلم عورت سے۔

۴۔ غیر مسلموں کو بھی تعلیم و تعلم کے مساوی حقوق حاصل ہوں گے، مدینہ میں یہودیوں کا اپنا مدرسہ ”بیت المدراس“ قائم تھا، آپ ﷺ نے کبھی اس سے تعرض نہیں فرمایا، آپ ﷺ نے باندیوں کو تعلیم دینے کی ترغیب دی، (۳) جو عام طور پر غیر مسلم ہوا کرتی تھیں۔

۵۔ اسلام میں وضع قانون اصل میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ“ (الشوری: ۱۰) اس لئے اسلامی مملکت میں پارلیمنٹ کے کام دونوعیت کے ہوں گے، ایک تو قرآن و حدیث کے دیئے ہوئے قوانین کی تشریح و توضیح، دوسرے انتظامی امور جیسے ٹریفک، ریلوے وغیرہ کے بارے میں قانون سازی، تو پہلی قسم کے پارلیمانی کام میں غیر مسلموں کا کوئی حصہ نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ وہ اس قانون پر یقین ہی نہیں رکھتے؛ البتہ انتظامی نوعیت کے قوانین میں ان سے رائے لی جائے گی، اسی طرح غیر مسلم اپنے سماجی قوانین وضع کر سکتے ہیں، پس مسلم مملکت کی پارلیمنٹ میں غیر مسلم ارکان ہو سکتے ہیں؛ لیکن شرعی قوانین کی توضیح ان کے دائرہ عمل سے باہر ہوگی؛ البتہ ان کے مفادات کی پوری رعایت ملحوظ رہے گی۔

(۱) المغنی لابن قدامة: ۱۲/۲۵۱، مع تحقیق: عبداللہ بن عبدالحسن وغیرہ۔

(۲) أبو داود: ۲/۲۳۰۔

(۳) بخاری: ۲۰/۱۔

۶- غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں ملازمت کے مواقع دیئے جائیں گے، رسول اللہ ﷺ کا بدر کے قیدیوں سے مسلمان بچوں کو تعلیم دلانا ثابت ہے، (۱) اس سے معلوم ہوا کہ شعبۂ تدریس میں ان سے مدد لی جاسکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر ایک مشرک کو دلیل بنایا ہے، اس سے علامہ ابن قیمؒ نے ثابت کیا ہے کہ غیر مسلم ملازم رکھے جاسکتے ہیں، (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن غیر مسلموں سے ملک کی سلامتی اور اس کی فکری سمت کو خطرہ نہ ہو، ان کو حساس عہدوں پر بھی مامور کیا جاسکتا ہے اور ان سے فوجی مدد بھی لی جاسکتی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے بنو قینقاع کے یہودیوں سے بھی مدد لی تھی، (۳) اسی لئے فقہاء کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ قابل بھروسہ مشرکین سے عسکری مدد بھی لی جاسکتی ہے۔ (۴)

۷- غیر مسلموں کو کچھ خاص حدود کے ساتھ مذہبی آزادی بھی حاصل ہوگی؛ البتہ اس سلسلہ میں چند نکات قابل لحاظ ہیں :

(الف) غیر مسلموں کو عقیدہ کی مکمل آزادی ہوگی، قرآن مجید کا ارشاد بالکل واضح ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ”لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ“ (البقرة: ۲۵۶) اس لئے کسی غیر مسلم کو تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

(ب) ایسی بات کہنا جو ان کے لئے مذہبی دل آزاری کا باعث ہو اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی اہانت کے دائرہ میں آتا ہو جائز نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معبودان باطل کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا، ارشاد ہے: ”وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ (الانعام: ۱۰۸) پھر یہ ہے کہ قرآن نے کہا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں ان کی زبان میں رسول بھیجے ہیں“ (ابراہیم: ۴) پس غیر مسلم حضرات جن خود ساختہ معبودوں کی پرستش کرتے ہیں، یہ بات ممکن ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے پیغمبر رہے ہوں اور کسی بھی پیغمبر کی اہانت کا باعث کفر ہے؛ اس لئے اسلام سے پہلے جو مذاہب گذرے ہیں، ان کے پیشواؤں کی بے احترامی کسی طور روا نہیں۔

(ج) غیر مسلم اقلیت کو اپنے مذہبی طریقہ پر عبادت کرنے کی آزادی ہوگی اور وہ اپنے معاشرتی قوانین میں بھی اپنے مذہب پر عمل کرنے میں مختار ہوں گے، حضرات صحابہؓ کے دور میں جہاں کہیں جنگ کے بعد صلح ہوئی تو اس میں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے حق کو تسلیم کیا گیا، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ مسلمان شوہر کی یہودی عیسائی بیوی کو اس کا شوہر بھی عبادت اور اس کے مذہبی فرائض سے نہیں روک سکتا اور نہ اس کو ایسی چیزوں کے کھانے

(۱) دیکھئے: مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۱۵، عن ابن عباسؓ۔ (۲) أحكام أهل الذمة: ۱/۲۰۷، لابن القيم۔

(۳) نصب الرایة: ۳/۴۲۲۔ (۴) کتاب الإعتبار للحازمی: ۲۱۷۔

پر مجبور کر سکتا ہے، جو اس کے مذہب میں حرام ہو۔ (۱)  
 چنانچہ غیر مسلموں کو خنزیر کھانے کی اجازت ہوگی، ان کو شراب کی خرید و فروخت کی بھی اجازت ہوگی، (۲)  
 یہاں تک کہ مجوسیوں کے یہاں ماں، بیٹی اور محرم رشتہ داروں سے بھی نکاح کی اجازت تھی، فقہاء نے لکھا ہے کہ  
 جب تک وہ دونوں یا ان میں سے ایک مسلمان نہ ہوں، ہم ان کے معاملہ میں دخل نہیں دیں گے، (۳) رسول اللہ ﷺ  
 کے ایک صحابی حضرت عرفہ بن حارث ؓ ذمیوں کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: ”وَأَنْ يَخْلَى  
 بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَحْكَامِهِمْ“۔ (۴)

(د) غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہوں کی حفاظت کا بھی حق حاصل ہوگا، قرآن مجید نے اس بات کو  
 ناپسند کیا ہے کہ فاجحین، مشرکین کی عبادت گاہوں کو منہدم کر دیں ”وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ  
 لَّهَدَمْتُمْ صَوَامِعَ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٍ وَمَسَاجِدَ يُدْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا“ (الحج: ۴۰) رسول اللہ ﷺ نے  
 اہل نجران سے جو معاہدہ فرمایا، اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ان کی عبادت گاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی، ان کے  
 مذہبی پیشوا سے تعرض نہیں کیا جائے گا اور نہ انھیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا ”لَا يَهْدِمُ لَهُمْ بَيْعَةَ وَلَا يَخْرُجُ  
 لَهُمْ قَسَ وَلَا يَفْتِنُ عَنْ دِينِهِمْ“ (۵) اسی طرح کی تحریریں حضرت خالد بن ولید ؓ سے بھی مختلف صلح ناموں  
 میں مروی ہیں، (۶) حضرت ابو بکر ؓ نے اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید میں بھی اس دفعہ کو شامل رکھا ہے، (۷)  
 حضرت خالد ؓ کے صلح ناموں میں صراحت ہے کہ وہ اوقات نماز کو چھوڑ کر جس وقت بھی چاہیں نا قوس بجانے کا حق  
 رکھیں گے اور اپنے تیوہاروں میں صلیب بھی نکالیں گے، (۸) فقہاء کے یہاں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ ان کی جو  
 عبادت گاہیں ٹوٹ جائیں، وہ ان کو دوبارہ تعمیر کرنے کا حق رکھتے ہیں؛ چنانچہ علامہ ظہیر الدین مرغینانی فرماتے ہیں:  
 ”إِنْ انهدمت البيعة والكنائس القديمة أعادوها“۔ (۹)

جہاں تک نئی عبادت گاہوں کی تعمیر کی بات ہے تو قرآن و حدیث میں صراحتاً کہیں اس کی ممانعت وارد  
 نہیں ہوئی ہے اور بعض فقہاء کے یہاں اس کے جائز ہونے کی صراحت ملتی ہے کہ وہ اپنی زمین میں عبادت گاہ تعمیر  
 کر لیں ”وَلَا يَمْنَعُونَ أَنْ يَجْعَلُوا فِي أَرْضِهِمْ بَيْعًا وَلَا صَوَامِعَ وَلَا كِنَائِسَ“ (۱۰) اسی طرح غیر مسلم اپنی

- |  |   |
|--|---|
| (۱) أحكام أهل الذمة: ۳۱۶/۱۔                  | (۲) هداية، باب نكاح أهل الشرك۔                |
| (۳) هداية، باب وصية الذمی۔                   | (۴) مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۹۱۸۰۳۔           |
| (۵) أبوداود، حدیث نمبر: ۳۰۴۱۔                | (۶) كتاب الخراج لأبي يوسف: ۱۴۳۔               |
| (۷) كتاب السير والخراج والعشر للشيباني: ۲۵۰۔ | (۸) كتاب الخراج: ۱۴۶۔                         |
| (۹) هداية، باب الجزية۔                       | (۱۰) كتاب السير والخراج والعشر للشيباني: ۲۵۳۔ |



عبادت گاہوں کے لئے وقف بھی کر سکتے ہیں، بعض فقہاء کی عبارت سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، ”اذا تبسنى داره ببيعة أو كنيسة فهو جائز من الثلث“۔ (۱)

(۵) غیر مسلموں کو اس بات کا حق ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے سوا دوسری اقوام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کریں، اگر وہ رضا کارانہ اپنا مذہب بدل لیں، جیسے یہودی عیسائی، یا عیسائی ہندو بن جائے تو اس سے حکومت کو کوئی سروکار نہیں ہوگا، امام مالکؒ نے اس کی صراحت کی ہے، (۲) البتہ اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مذہب میں آنے کی دعوت دیں، اگر دارالاسلام میں کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من بدل دينه فاصبروا عنقه“ (۳)؛ کیوں کہ دارالاسلام میں اسلام سے ارتداد بغاوت کے مترادف ہے اور دنیا کے ہر قانون میں بغاوت کی سزا قتل یا اس کے مماثل ہے۔

۸- غیر مسلم شہریوں کو بھی احتجاج کا حق اور اظہار رائے کی آزادی ہوگی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا“ (النساء: ۱۳۸) غیر مسلموں کو مسلمان اور ان کے افکار پر سنجیدہ اور شائستہ تنقید کا بھی حق ہوگا؛ جیسا کہ قبیلہ بنی نجران سے آپ کا مباحثہ و مناقشہ ہوا، فقہاء نے تویہ بھی لکھا ہے: ”ومن امتنع من الجزية أو قتل مسلماً أو سب النبي صلى الله عليه وسلم أو زنى بمسلمة لم ينتقض عهده“ (۴)؛ لیکن ظاہر ہے کہ ایسی تنقید جو بدتمیزی اور بے ادبی کے دائرہ میں آتی ہو، کی اجازت نہیں ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی اہانت کی وجہ سے چاہے عہد ذمہ ختم نہ ہو، لیکن بطور سرزنش وہ لائق قتل ہوگا۔

۹- غیر مسلموں کے ساتھ عمومی حسن سلوک اور مالی اعانت نہ صرف جائز؛ بلکہ مستحسن ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“ (المتحنہ: ۸) اہل ذمہ تو کیا رسول اللہ ﷺ نے ان اہل مکہ کی بھی مدد فرمائی، جو اسلام سے برسر جنگ مگر قحط سے دوچار تھے، آپ نے ان کی مدد کے لئے پانچ سو دینار بوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو بھیجے کہ اسے اہل مکہ پر تقسیم کر دیں، (۵) اسی لئے فقہاء حنفیہ کے نزدیک زکوٰۃ

(۱) ہدایہ، باب وصیۃ الذمی۔

(۲) مؤطا امام مالک: ۳۰۸، القضاء فیمن ارتد عن الإسلام۔

(۳) ابوداؤد: ۵۹۸/۲، ترمذی: ۲۷۰/۲۔

(۴) ہدایہ، باب الجزیة۔

(۵) ردالمحتار: ۳۰۲/۳، باب المصرف۔

کے سوا تمام صدقات واجبہ، نیز صدقۃ الفطر غیر مسلموں کو دیا جاسکتا ہے اور صدقات نافلہ تو بدرجہ اولیٰ، (۱) پس غیر مسلم اقلیت کو تمام معاشی سہولتیں دی جائیں گی، خاص طور پر بیمار، معذور، آفت زدہ، مفلس اور قدرتی مصائب سے دوچار ملک کے تمام شہریوں کی انسانی بنیادوں پر مدد کی جائے گی۔

۱۰۔ غیر مسلموں پر شخصی حیثیت سے ایک خاص ٹیکس جزیہ کا اور زرعی پیداوار پر خراج کا لیا جائے گا، عورت، نابالغ بچہ، فاقر العقل، سن رسیدہ بوڑھا، اپانچ اور دائم المریض اشخاص نیز معاشی اعتبار سے کمزور افراد پر جزیہ کا ٹیکس عائد نہیں ہوگا، (۲) جزیہ کی مقدار بہت ہی معمولی ہے، جزیہ کے عوض حکومت ان کی حفاظت کا ذمہ لیتی ہے اور چوں کہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے، اگر ان سے بھی زکوٰۃ لی جاتی تو یہ ان کو ایک اسلامی عبادت پر مجبور کرنے کے مترادف ہوتا؛ اس لئے ان پر ایک خصوصی ٹیکس عائد کیا گیا ہے، جو پہلے سے ایران وغیرہ کے علاقہ میں مروج تھا۔

جیسے مسلمانوں سے ان کی زرعی پیداوار میں عشر لیا جاتا ہے، جو ایک طرح کی عبادت ہے، اسی طرح غیر مسلموں سے بجائے عشر کے خراج لیا جاتا ہے، جس کی مقدار معمولی ہے اور جو سیلاب یا سوکھا پڑ جانے کی صورت میں معاف ہو جاتا ہے، (۳) یہ ٹیکس غیر مسلموں کی تذلیل نہیں؛ بلکہ ملک کی انتظامی ضرورتوں کو اس طرح پورا کرنا ہے کہ ان پر زکوٰۃ و عشر جیسی خالص اسلامی عبادتیں لازم قرار نہ دی جائیں؛ کیوں کہ یہ مذہبی آزادی کے مغاثر ہوتا۔ بزرگان محترم! اسلام کی ان ہی تعلیمات کا اثر ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے زیر اقتدار غیر مسلم اقلیت یا اکثریت کے ساتھ بہتر سلوک کیا ہے اور آج بھی مسلم ممالک میں غیر مسلم بھائی پوری آزادی اور سہولتوں کے ساتھ مقیم ہیں، اسرائیل میں صورتحال یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھر پر بلڈوزر چلا دیئے جاتے ہیں اور بغیر کسی سبب کے انہیں جلا وطن کر دیا جاتا ہے؛ لیکن اسرائیل ہی کے پڑوس میں مصر اور شام کو دیکھئے اور ذرا آگے بڑھ کر ایران و عراق پر نظر ڈالیے کہ وہاں یہودی اور بعض قدیم عیسائی فرقے پوری راحت اور سکون کے ساتھ مقیم ہیں، انڈونیشیا سب سے بڑی مسلم آبادی کا ملک ہے وہاں عیسائیوں کو نہ صرف آزادی حاصل ہے؛ بلکہ یہ آزادی بعض اوقات مسلمانوں پر زیادتی کی شکل اختیار کر لیتی ہے، ہندوستان کے مختلف خطوں میں تقریباً ایک ہزار سال مسلمانوں نے حکومت کی؛ لیکن ہندوؤں اور بدھسٹوں کے بڑے بڑے تاریخی مندروں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا؛ بلکہ مسلمان حکومت نے ان کے لئے بڑی بڑی جاگیریں عطا کیں اور مذہبی پیشواؤں کے لئے خصوصی مراعات رکھی گئیں، ہندو مؤرخین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

(۱) دیکھئے: درمختار مع الرد: ۳۰۱/۳۔ (۲) أحكام أهل الذمة: ۲۸۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸

مگر بڑے افسوس کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے کہ آج پوری دنیا میں مسلمان اقلیتوں کے ساتھ نامنصفانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور مغربی معاشرہ میں ”اسلاموفوبیا“ کی ایسی مہم برپا کی گئی ہے کہ ہر شخص اسلام اور مسلمانوں سے خوف زدہ ہو جائے اور اسلامی شعائر و علامات سے لوگوں کے دلوں میں نفرت بیٹھ جائے، جو ممالک جمہوریت و سیکولرزم کا نام لیتے ہیں اور اپنے آپ کو حقوق انسانی کا علمبردار کہتے ہیں، ان کے یہاں حال یہ ہے کہ مذہبی شعائر اور مذہبی شخصیتوں کے احترام میں امتیاز برتا جاتا ہے، انبیاء بنی اسرائیل کی توہین تو قانوناً ممنوع ہے اور یقیناً ہونی چاہئے؛ لیکن پیغمبر اسلام اور دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کے معاملہ میں گستاخانہ رویہ کو اظہار خیال کی آزادی کا نام دیا جاتا ہے، لوگوں کو بے لباس تو چلنے کی اجازت ہے؛ لیکن مسلمان عورت کو حجاب یا نقاب پہننے اور مردوں کو داڑھی رکھنے کی اجازت نہیں ہے، یہاں تک کہ مسجد کے مینارے بھی ان کی آنکھوں کا تیر بن گئے ہیں، کیا یہی انسانی حقوق کی پاسداری ہے اور یہی اقلیت کے حقوق کی رعایت ہے؟ پھر ہمارے ملک ہندوستان میں صورت حال یہ ہے کہ ممبئی کے فرقہ وارانہ فسادات میں جو مسلمان مارے گئے، ان کے سلسلہ میں سری کرشنار پورٹ کو دبا دیا گیا اور کوئی کارروائی نہیں ہوئی؛ حالاں کہ اس کے رد عمل میں ہونے والے بم بلاسٹ کے مرتکبین کو کفر کردار تک پہنچایا گیا، ہم ان کے خلاف کارروائی کے مخالف نہیں ہیں؛ لیکن انصاف کے دو پیمانے نہیں چاہئیں، باہری مسجد دوپہر کی دھوپ میں اور الیکٹرانک میڈیا کے سامنے شہید کی گئی اور مسجد پر حملہ کرنے والوں کی تصویریں بھی شائع ہوئیں اور اس جرم میں شریک ہونے والوں نے علی الاعلان اس کا اعتراف کیا اور اس پر فخر کا اظہار بھی کیا؛ لیکن اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی، گودھرا کے واقعہ میں ملوث لوگوں پر تو بلا تحقیق جنگل کا قانون ”پونا“ نافذ کیا گیا؛ لیکن گجرات میں شہید ہونے والے دو ہزار مسلمانوں کی آہ کسی نے نہیں سنی اور حکومت نے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی، یہ ایک واضح مثال ہے مسلمان اقلیت کے حقوق کو تلف کرنے کی اور مظلوم کو ظالم کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی، جس پر آج مغرب سے مشرق تک پوری دنیا کا عمل ہے۔

حضرات! اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا عصر حاضر میں پیدا ہونے والے فقہی مسائل کو حل کرنے، نوجوان نسل کی علمی و فکری تربیت کرے اور اس دور میں پیدا ہونے والے سماجی، اقتصادی اور سیاسی مسائل میں رہنمائی کے لئے کوشاں ہے، اس نے اب تک اٹھارہ سیمینار کئے ہیں، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو فقہی فیصلے کئے گئے، ان سیمیناروں سے ہٹ کر تربیتی و فکری نوعیت کے چوبیس پروگرام منعقد کئے جا چکے ہیں، اہم علمی و فقہی موضوعات پر تقریباً سو کتابیں شائع ہو چکی ہیں، کویت سے شائع ہونے والی عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا ”الموسوعة الفقہیہ“ کی پوری پینتالیس جلدوں کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اکیڈمی کے سیمیناروں میں پیش ہونے والے مقالات کے تقریباً تیس مجموعے شائع ہو چکے ہیں، جو اُردو زبان میں نئے مسائل پر ہونے والی فقہی کاوشوں کا سب سے بڑا

ذخیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نہ صرف ملک میں؛ بلکہ بیرون ملک بھی اکیڈمی کی علمی و تحقیقی کاوشوں کو قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔

حضرات! اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ سیمینار ہے، اس وقت پوری دنیا میں اقلیتوں کے حقوق زیر بحث ہیں، اقوام متحدہ بھی اس سلسلہ میں مختلف فیصلے کرتی اور رکن ممالک کو توجہ دلاتی رہی ہے؛ کیوں کہ جمہوری نظام میں اگر اکثریت انصاف کا دامن چھوڑ دے اور اپنی عددی طاقت کا ہتھیار ظلم و جبر کے لئے استعمال کرنے لگے، تو پھر یہ جمہوریت اکثریت کی آمریت اور استبداد کا روپ اختیار کر لیتی ہے اور اقلیت کے لئے اپنی شناخت کو باقی رکھنا دشوار ہو جاتا ہے؛ بلکہ کسی قوم کا غالب حصہ اگر کم تعداد اقلیت پر ظلم و زیادتی کے لئے کمر بستہ ہو جائے تو اس کا زخم شخصی آمریت اور استبداد سے بھی زیادہ گہرا ہو جاتا ہے اور اقلیت نہ صرف دکھ اٹھاتی ہے؛ بلکہ اس کی مصیبت پر آنسو بہانے والی کوئی آنکھ بھی میسر نہیں ہوتی، اس وقت دنیا کے مختلف ملکوں میں مسلمان اور دوسری مذہبی، لسانی اور جغرافیائی اقلیتیں اسی صورت حال سے دوچار ہیں، انشاء اللہ یہ سیمینار اقلیتوں کے حقوق کو واضح کرنے، اس نسبت سے اکثریت کے ضمیر کو جھنجھوڑنے، نیز اقلیتوں کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کو پیش کرنے میں مفید و معاون ثابت ہوگا، خدا کرے یہ سیمینار ان مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔

وبالله التوفیق وهو المستعان .

